بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

اسلامی انقلاب ـــ الجہاد ـ الجہاد

جمعیۃ العلماء اسلام کو انقلاب انگیز پالیسی اپنانا ہوگی۔

جناب مدیر الحق مولانا سمیع الحق کے جمعیۃ العلماء اسلام کی نئی ذمہ داریوں اور نظامت علیا کے پیش نظر دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ اور جمعیۃ طلباء اسلام اکوڑہ خٹک کے کارکنوں کا بھی ملک کے دیگر اضلاع کے جماعتی اکابر اور کارکنوں کی طرح دارالعلوم میں انہیں استقبالیہ دینے کا اصرار تھا۔ مگر قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کا اپنے گھر میں ایسی تقریبات کو پسند نہ کرنے اور مسلسل مصروفیات جماعتی و تنظیمی اسفار، متحدہ شریعت محاذ اور سینٹ کے اجلاسوں میں شمولیت اس کے التواء کا باعث بنتے رہے۔ چنانچہ ۷ فروری کو حسن اتفاق سے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری اور جمعیۃ کے دیگر مرکزی رہنماؤں کی دارالعلوم تشریف آوری کے موقع کو غنیمت سمجھ کر جمعیۃ کے کارکن استقبالیہ تقریب کے انعقاد میں کامیاب ہوگئے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ نے صدارت کی دارالعلوم کے مشائخ و اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ ضلع ہزارہ، مردان، پشاور ڈیرہ اسماعیل خان، بلوچستان اور پنجاب سے جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی رہنماؤں اور کارکنوں نے شرکت کی دارالحدیث کا وسیع ہال اور سامنے کا برآمدہ کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ آخری خطاب قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق صاحب کا تھا گھنٹہ بھر جاری رہا جو حالات حاضرہ ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال، متحدہ شریعت محاذ، جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض ومقاصد جماعتی موقف، وپالیسی نئے عزائم، شرعی اور اسلامی نقطہ نگاہ سے اہل علم کی ذمہ داریاں اور سیاسی ترجیحات جیسے اہم موضوعات پر حاوی ہے۔ اس لحاظ سے قائد جمعیۃ کا یہ خطاب مغربی استعمار کے خلاف برسرپیکار اور نفاذ اسلام کی کوششوں میں منہمک تمام دینی قوتوں اور جماعتی کارکنوں کے لئے انتہائی فکر انگیز اور لائق توجہ ہے۔ لہذا ٹیپ ریکارڈر سے من وعن نقل کرکے افادۂ عام کے پیش نظر نذر قارئین ہے۔ (عبدالقیوم حقانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

العلماء ورثة الانبیاء ۔ محترم علماء کرام، مشائخ عظام، حضرات اساتذہ اور عزیز طلبہ!

کافی دنوں سے دارالعلوم حقانیہ کے طلباء کی خواہش تھی اور ایک پروگرام کا ارادہ تھا کہ یہاں مجھے جمعیۃ علماء اسلام کی خدمت اور نئی ذمہ داریوں کے پیشِ نظر استقبالیہ دیں مگر میں نے اعذار پیش کئے اور ان سے عرض کیا کہ: یہ تو دارالعلوم، مادرِ علمی اور اس علمی گھرانے کی اپنی مسرت اور خوشی ہے۔ میں اس گھر کا اور حقانی برادری کا ایک فرد ہوں۔ ہم سب ایک گھر کے افراد ہیں جدِ واحد اور ایک مادرِ علمی کی اولاد ہیں۔ اور سب بھائی ہیں۔ اپنے ہی گھر میں مبارکبادیں اور استقبالیے۔ میں اسے ایک شائستہ امر نہیں سمجھتا۔ یہ معاملہ تو وہی ہے جو متنبّی نے کہا تھا کہ ؎

انما التهنئات للاکفاء ولمن یتبع من البعداء

وانا منك لا یهنّی عضوٌ بالمسرّات الی سائر الاعضاء

ترجمہ: بیشک مبارکبادیاں ہمسروں کیلئے ہیں اور اس شخص کے واسطے جو دور افتادوں میں سے نزدیک ہو ــــ اور میں تو تجھی سے ہوں گویا تیرا ایک جز ہوں اور ایک عضو بقیہ اعضاء کو خوشیوں کی مبارکباد نہیں دیتا ہے۔ وانا منکم ہم سب ایک جسم کے اعضاء اور جوارح ہیں۔ کوئی دل ہے۔ کوئی دماغ ہے، کوئی ہاتھ ہے کوئی پاؤں ہے کوئی کان اور کوئی آنکھ ہے۔ میں نے کہا اور بار بار کہا کہ دیکھو! ایک عضو دوسرے عضو کو مبارکباد پیش نہیں کرتا۔ یہ موقعہ مبارکباد کا نہیں، مبارکباد تو تب دی جاتی ہے۔ جب بے انتہاء مسرتوں اور خوشیوں سے انسان مالامال ہو کوئی سہولت اور راحت حاصل ہو۔ یہ خوشی کا مقام نہیں، عزیز طلبہ! میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ میرے ساتھ تعزیت کریں، ہمدردی کریں۔ ایک شخص جب ایک من بوجھ نہیں اٹھا سکتا اور آپ اس پر بیس من بوجھ لادیں تو اس موقعہ پر اس کو مبارکباد نہیں دی جاتی بلکہ اس سے ہمدردی کی جاتی ہے کانما ذبح بغیر سکین۔ ارشادِ نبوی ہے۔ اب تو میری حالت یہی ہے کہ بغیر چھری کے ذبح کیا جا رہا ہوں

بہرحال یہ حقیقت ہے کہ جب لاہور کے عظیم اجلاس میں اکابر نے جنرل سیکرٹری کیلئے میرا نام پیش کیا تو میں نے وہاں بھی اپنی مجبوریاں، معذرتیں اور واقعی اعذار بیان کر دئے۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ میں اس عظیم منصب اور اہلِ حق کے قافلہ کی خدمت کیلئے خود کو اہل نہیں سمجھتا اس لئے کہ علم میں، عمل میں، شجاعت اور بہادری میں، ہر لحاظ سے میں ادنیٰ ترین اور خود کو گنہگار انسان سمجھتا ہوں جمعیۃ علماء اسلام تو کاروانِ حق کی ایسی مقدس جماعت اور ایسی برگزیدہ شخصیتوں کی جماعت ہے کہ اس جماعت کے کارکنوں کی جوتیوں میں بھی اگر کسی خوش نصیب کو جگہ مل جاتے تو یہ اس کیلئے دنیا و آخرت کی عظیم سعادت ہے، علاوہ ازیں دارالعلوم کی مصروفیات، شریعت محاذ کے مشاغل، پارلیمنٹ کے امور، علاقائی ضرورتیں، آپ شب و روز مجھے دیکھتے ہیں۔ میں اتنا بڑا بوجھ اور اتنی

بڑی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا تھا۔ مگر حضرت امیر مرکزیہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے حکم فرمایا، تو میں نے منت، وسماجت اور عجز و انکسار سے اور رو رو کر درخواست کی کہ مجھے معاف رکھا جائے میں اس کا اہل نہیں مگر کسی بھی طریقہ سے میرا عذر مسموع نہ ہوا تو میں سمجھ پایا کہ اب قہر درویش برجان درویش والی بات بن گئی ہے۔ اس میں اور اس ذمہ داری کے سونپ دئے جانے میں میرا ذاتی کوئی کمال نہیں، نہ میرے اندر صلاحیت ہے۔ اور نہ اس میں کوئی سیاست بازی ہے۔ نہ میری کسی سے ضد ہے۔ اور نہ کسی سے مقابلہ ہے۔ واللہ العظیم میں اس عہدہ کے قبول کرنے میں کسی سے کوئی مقابلہ نہیں کرنا چاہتا یہ سب فیصلے تقدیری ہیں۔ فیصلے خالق کائنات کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔ ہر کام میں اس کے دسیوں مصالح اور لاکھوں حکمتیں ہوتی ہیں۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ کی نسبتیں بہت زیادہ قوی ہیں، اللہ پاک نے اس کی بنیادیں بھی گہری اور مضبوط رکھی ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ آپ آج جس زمین پر بیٹھے ہیں دارالحدیث میں بیٹھے ہیں۔ اس زمین پر آج سے تقریباً پونے دو سو سال قبل اللہ کے راستے میں نفاذ اسلام کیلئے ایک عظیم اور مقدس خون بہایا گیا ہے۔ یعنی حضرت امیر المومنین سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید اور ان کے مجاہد و جاں سپار رفقاء نے یہاں اکوڑہ میں پڑاؤ کیا تھا اور قرین قیاس یہی ہے کہ یہاں دارالعلوم والی جگہ کے آس پاس سکھوں کے بڑے فوجی لشکر کا پڑاؤ تھا، اور جہاد سے مقابلہ کیا۔ ۱۰ ہزار مسلح سکھوں پر مجاہدین نے شب خون مارا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ فرماتے ہیں کہ میری تاریخی تتبع اور واقعاتی تحقیق یہ ہے کہ اکوڑہ خٹک کے اس جہاد سے پہلے پانچ سو سال تک صحیح اسلامی اور خالص جہاد عمل میں نہیں آیا تھا، مگر شہدائے بالاکوٹ نے خالص اسلامی جہاد و قربانی سنت نبوی اور شرائط کے مطابق یہاں سے جہاد شروع کر دیا۔

یہ جہاد خالص اسلامی اور شرعی جہاد تھا۔ امیر المومنین سید احمد شہید پہلے اسلام کی دعوت دیتے تھے پھر جزیہ ورنہ تلوار، پھر اس جہاد میں اسلام کی تمام شرائط مکمل تھیں۔ تو بہت سے افراد شہید ہوئے یہ اکوڑہ کی جنگ تھی اور یہاں دارالعلوم اور اس کے آس پاس کی زمین پر مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ حضرت سید احمد شہید نے ۲۰۰ شہدا کے نام کی فہرست ہندوستان بھیجی جو صرف ہندوستانی تھے۔ اور اس رات میں شہید ہوئے تھے۔ سید احمد شہید اکوڑہ کی جنگ کو "لیلۃ الفرقان" سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ جنگ بدر اور اس کا منظر ان کے سامنے تھا وہ اس رات کو حق اور باطل کے درمیان امتیاز کی رات قرار دیتے تھے تو شہدائے بالاکوٹ نے اکوڑہ خٹک سے جس جہاد کا آغاز کیا تھا۔ الحمدللہ وہ ابھی تک جاری ہے۔ اس جنگ میں بڑے عظیم اور مقدس لوگوں کا خون بہا ہے۔ اکوڑہ کو جو خدا تعالیٰ نے دارالعلوم حقانیہ کیلئے منتخب کیا

اس میں بھی یہی راز ہو سکتا ہے ۔ بڑے شہروں ، آبادیوں ، مراکز اور سرسبز و شاداب علاقوں کو چھوڑ کر اکوڑہ کی بنجر اور پتھریلی زمین کو منتخب کیا گیا ۔ یہ دراصل ان شہداء کا خون رنگ لایا ، ان کی نسبتیں قوی تھیں ان میں ایسے نوجوان بھی تھے کہ ایک نوجوان سخت بخار کی حالت میں حاضر ہوا ، بخار کی شدت سے لرز رہا تھا ۔ اور عرض کیا : امیر المومنین ! میرا نام آپ نے شہداء کی فہرست سے کیوں خارج کر دیا ہے ۔ امیر المومنین نے فرمایا تجھے بخار ہے ، تم سخت مریض ہو اور دریا سے پار ہونا ہے ۔ رات کی تاریکی کا سخت مرحلہ ہے ۔ اس نوجوان نے عرض کیا حضرت ! یہ تو جنگ اور جہاد کا آغاز ہے ۔ پہلی لڑائی ہے تو خدا کی راہ میں شہید ہونا چاہتا ہوں ۔ یہ ابتداء ہے تو اس جہاد میں سابقین کی فضیلت سے خود کو محروم کرنے کیلئے تیار نہیں ۔

اور آج جہاد افغانستان کا بھی دارالعلوم حقانیہ سے ایک بڑا تعلق اور قوی نسبت ہے ، اللہ پاک نے دارالعلوم حقانیہ کو مرکز علم بنایا ۔ پھر یہاں کے اساتذہ ، طلباء اور مدرسین اور فضلاء آج افغانستان کے میدان کارزار میں روس جیسی عظیم اور درندہ صفت طاقت کے ساتھ صف اول میں نبرد آزما ہیں برسرپیکار ہیں ۔ بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ دارالعلوم حقانیہ کی نسبتیں ہیں ۔ تو میری بھی اپنی ذاتی کوئی اہلیت نہیں ، کوئی کمال اور صلاحیت نہیں ، البتہ مجھے دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ اس کے ایک فرد اور خادم ہونے کی نسبت ہے ۔ امیر مرکزیہ حضرت درخواستی دامت برکاتہم نے بھی اپنی تقریر میں حقانیہ کی ان نسبتوں کا تذکرہ فرمایا ۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ، دارالعلوم حقانیہ اور جہاد افغانستان کا تذکرہ فرمایا ۔ کہ فضلائے حقانیہ روس جیسی عظیم اور سپر پاور اور ایک بڑی طاقت سے لڑ رہے ہیں ، تو میں بھی آپ کی مادر علمی کا ایک ادنیٰ فرد ہوں اور آپ حضرات جو مادر علمی کے فضلاء اور طلبہ ہیں سب میرے بھائی ہیں ۔ اس موقع پر بجائے مسرت کے آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ پرخلوص دعاؤں سے میری مدد فرمائیں ہمدردی کریں ، اور ہمارے اکابر اور جمعیۃ العلماء اسلام اس وقت جو جنگ لڑ رہے ہے ۔ لازمی ہے کہ تم لوگ صف اول میں آکر مجاہدانہ کردار ادا کرو ۔ اگر گھر کے افراد پیچھے رہ جائیں اہل علم پیچھے رہ جائیں تو دنیا ان کو بری نظر سے دیکھتی ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو ! یہ بھی اس گھر کا فرد ہے ، اہل علم سے تعلق ہے ، دارالعلوم دیوبند یا دارالعلوم حقانیہ کا فاضل ہے ، جمعیۃ سے وابستہ ہے مگر پھر بھی دین اور غلبۂ اسلام کا کام نہیں کر رہا ۔ تو یہ عیب کی بات ہے ۔ نازیبا اور ناشائستہ کام ہے ۔

بہرحال مجھے خوشی ہے کہ آپ حضرات اور اہل علم اور جمعیۃ علماء اسلام کے مخلص کارکن اپنی ذمہ داری محسوس کر رہے ہیں آپ نے میرے حوصلے بلند کر دئے ۔ میں اس پر آپ سب کا بے حد ممنون اور شکر گزار ہوں کہ آپ حضرات نے میری پشت پناہی فرمائی ۔ میں قائد یا لیڈر نہیں ، میں تو آپ کا خادم ہوں ۔ ایک ادنیٰ سپاہی ہوں ۔

اب ہمارے سامنے ایک بڑا اور عظیم مرحلہ اور ایک چیلنج درپیش ہے۔ لوگ سیاست کا نام لیتے ہیں ہر طرف سے سیاست، سیاست کی آوازیں آرہی ہیں۔ محترم دوستو! یہ سیاست ایک عارضی چیز ہے۔ مروّجہ سیاست، مغربی جمہوریت، الیکشن پارٹیاں، حکومتیں اور چہرے بدلنا، ایک کو بٹھانا دوسرے کو اتارنا، پھر چند روز بعد اسکو اتارنا تیسرے کو بٹھانا۔ یہ سب مروجہ سیاست کے طریقے ہیں۔ مگر ہماری جدوجہد اور جمعیۃ علماء اسلام کے مقاصد اس قدر کمزور اور پست نہیں ہیں، سطحی اور بے روح نہیں، میرے نزدیک اس حقیر مقصد کیلئے، اور ایسی بے مقصد سیاست کیلئے بخاری شریف، ترمذی شریف اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس کا مسند جلیل چھوڑ کر محض سیاست میں لگا رہنا حرام ہے یہ کام تو دنیا پرستوں اور اقتدار پرستوں اور مفاد پرستوں کا مطمح نظر ہے۔ البتہ ہمارے سامنے ایک عظیم مقصد ہے وہ یہ ہے کہ ہماری عظیم قربانیاں، ہمارے اسلاف کی بے نظیر مساعی، سید احمد شہیدؒ کا عظیم جہاد اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا خونِ شہادت تاحال وہ بارآور نہیں ہوا اس کے اصل مقصدی نتائج حاصل نہیں ہوسکے۔

امام انقلاب شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے جدوجہد جس غرض کیلئے شروع فرمائی تھی۔ اس منزل تک ابھی تک ہم نہیں پہنچ سکے۔ شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کے مسلسل مساعی، کوششیں اور انتھک مجاہدے اور بے مثال قربانیاں صرف اور صرف اس لئے تھیں کہ اس ملک سے انگریز کا لعنتی نظام باہر پھینک دیا جائے۔ میرا یقین ہے۔ اور آپ سب میرے ساتھ اس بات پر متفق ہوں گے کہ ابھی تک ہمیں پاکستان بن جانے کے باوجود بھی حقیقی آزادی نہیں ملی۔ جب ہمیں کہا جاتا ہے کہ تم آزاد ہو تو یہ دھوکہ دیا جاتا ہے۔ حکومت فوجی ہو، صدارتی ہو، پارلیمانی ہو، میرے لئے کوئی ایک بھی حقیقی آزادی ہمیں نہ دے سکی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اکابر کی جنگِ آزادی کے مقاصد اور اصل نتائج ابھی تک حاصل نہیں ہوئے۔

ہمارے ساتھ فراڈ ہوا ہے، سازش ہوئی ہے۔ اور جنگِ آزادی ہم نے لڑی مگر ہمیں غلام رکھ کر بھی کہا جا رہا ہے کہ تمہیں آزادی مل گئی۔ مگر میرا یہ نظریہ ہے کہ ابھی تک ہم قطعاً آزاد نہیں ہیں۔ انگریز نے جاتے جاتے ہم سے ایسی چال چلی کہ اس نے اپنی ذریت کے ہاتھوں سارے کلیدی مناصب، سارا نظام، ساری عدالتیں اور اجتماعی نظام تھما دیا۔ آج اگر افغانستان میں خلقی اور پرچمی بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ کوئی افغانی نہیں بلکہ درحقیقت یہ روس کے آلہ کار ہیں خلقیوں اور پرچمیوں کی شکل میں وہاں روس حکمرانی کر رہا ہے اسی طرح ہم بھی بیوروکریسی اور انگریز کی وفادار اولاد کے ہاتھوں میں جکڑے ہوئے ہیں اور ہم غلام ہیں ہمیں حقیقی آزادی تاحال ملی نہیں ہم پر اب بھی گویا انگریز حکومت کر رہا ہے میں جگہ جگہ یہی بات کہتا ہوں لوگ کہتے ہیں تم بغاوت کر رہے ہو تم خروج کر رہے ہو میں اکابرین کے سامنے کھڑا ہوں، علماء بیٹھے ہیں شاید میری غلطی ہو لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں اس ملک کو حقیقی طور پر دارالاسلام نہیں کہہ سکتا

کیونکہ دارالحرب کہلانے کے دو بنیادی وجوہات تھے ایک تو انگریز کے ظالمانہ نظام کا شکنجہ تھا۔ سید احمد شہیدؒ نے اور شاہ عبدالعزیزؒ نے بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ سید احمد شہید کے مکتوبات میں مسلسل یہ لکھا ہے کہ میرا اصل مقصد انگریز ہے کہ اس کو ہندوستان سے نکالنا ہے اور یہ اس لئے کہ انگریز نے کتاب وسنت، فقہ حنفی اور نظامِ شریعت سے ہمیں محروم کردیا ہے تو چالیس سال قبل ہمیں برائے نام آزادی دی گئی ہے اور کہا گیا کہ اب آزادی کی خوشیاں مناؤ لیکن کام وہی ہو رہا ہے جو انگریز کے دور میں ہوتا رہا ہے۔ بلکہ بعض تو ایسے قبیح کام ہو رہے ہیں کہ انگریز کو بھی ان کی جرأت نہ ہو سکی۔ یہاں سب انگریزوں کے ایجنٹوں کا تسلط ہے سفید انگریز کی جگہ کالا انگریز حکمرانی کر رہا ہے۔

میری ساری جدوجہد اور جہاد اور موجودہ سیاست کا مطمح نظر محض جمہوریت اور محض انقلاب اور محض چہروں کی تبدیلی نہیں۔ ہمیں تو ہر دور میں ہر زمانے میں خواہ سیاسی فضا موافق ہو یا مخالف جنگ لڑنی ہے۔ مجھے تو مارشل لار کے دور میں بھی جنگ لڑنی ہے جمہوریت کے دور میں بھی جنگ لڑنی ہے۔ آمریت اور حصولِ اقتدار اور مغربی جمہوریت سارے حیلے حوالے اپنے کو دھوکہ دینا ہے اپنی لیڈری اور سیاست چمکانی ہے کرسی لینی ہے۔ لیکن اس طور وطریقہ سے نظامِ شریعت کے لئے کچھ نہ ہوگا۔ ہمیں نظامِ شریعت کے لئے ایک عظیم جنگ لڑنی پڑے گی۔ خونی جنگ لڑنی پڑے گی۔ اپنے بازوؤں پر انحصار کرنا ہوگا۔ ہمیں دائیں بائیں اور یمین ویسار سے ہٹ کر سوچنا ہوگا کہ ہم حزب اللہ ہیں یا نہیں اگر حزب اللہ ہیں تو حزب الشیاطین کے ساتھ کوئی میل جول، کوئی مداہنت اور کوئی توقع وامید نہیں رکھنی ہوگی۔ اکیلے صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی مدد ونصرت پر بھروسہ کرکے آگے بڑھنا ہوگا۔ ڈٹ کر لڑنا ہوگا۔ جہاد کرنا ہوگا۔

اصل چیز انگریزی نظام سے ٹکر لینے کی ہے یہی ہمارا مطمح نظر ہے یہی ہماری پالیسی ہے ہم نے چالیس سال گنوا دئیے ہیں۔ سیاست کے چکروں میں پڑے رہے واللہ العظیم اگر ہم دو سو سال اور بھی اس طرح کی سیاست کے چکروں میں پڑے رہے تو کبھی پیپلز پارٹی آئے گی، کبھی مسلم لیگ آئے گی۔ کبھی نیشنل عوامی پارٹی آئے گی۔ کبھی ایک اسمبلی بنے گی کبھی دوسری۔ مگر یاد رہے کہ بھار وہی ہوگا صرف اس کا لبادہ اور پالان بدلتا رہے گا۔ مگر خالص اور مکمل نظامِ شریعت نافذ نہیں ہو سکے گا۔ ہلڑ بازی کے ان مروجہ طریقوں سے ہم اسلام حاصل نہیں کر سکتے۔ نہ ہم منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور نہ اس طرح اسلامی انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

دوستو! اب ہم سب کا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ یہ سب کچھ ثانوی طریقے ہیں اگر ان سے کچھ فائدہ حاصل ہے تو بقدرِ ضرورت استعمال کریں گے۔ مگر یہ دین نہیں، مقصود نہیں۔ اصل غرض جمعیت علمار اسلام کی جدوجہد اور شریعت محاذ کے اتحاد کی یہ ہونی چاہئے کہ ہمیں انقلابی خطوط پر ایک پروگرام مرتب کرنا ہوگا اور اللہ مدد کر سکتا ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں کی ہر دور میں مدد کی ہے اس کی نصرتیں مخلص بندوں کا استقبال کرتی

ہیں۔ اگر ہم نے نظام سے ٹکر نہ لی اور خالص اسلامی نظام کو مطمح نظر نہ بنایا تو حضرت شیخ الہند کی روح تڑپتی رہے گی۔ شیخ الاسلام والمسلمین مولانا حسین احمد مدنی کی روح بے قرار رہے گی۔ شہدائے بالاکوٹ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کی روحیں بے چین رہیں گی۔ کہ آزادی کے لئے ان کی قربانیاں تاحال ٹھکانے نہیں لگ سکیں۔ غیر ملکی سامراجی نظام کو اپنے سروں سے ہم تاحال ہٹا نہ سکے۔

آخر جب انگریز کی سیاست یہاں کارفرما ہے ہائیکورٹ میں آج بھی جج یہ فیصلہ دیتا ہے کہ رقص وسرود قانوناً جائز ہے اور پولیس کو مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ میں نے پرسوں یہ مسئلہ سینٹ میں اٹھایا تھا اور عجیب حالت ہے قوم کے سامنے صحیح واقعات نہیں آرہے کہ ہم وہاں ہر ہر لمحہ کیا کرتے ہیں۔ مفاد پرست سیاستدانوں نے آپ کے سامنے سیاہ اور دھندلی تصویریں رکھ دی ہیں۔ علماء حق اور اسلام کے سپاہیوں کی کردار کشی کی جارہی ہے۔ الحمد للہ! کہ ہم نے ایک روز بھی پارلیمنٹ کو اعلاء کلمۃ الحق سے خالی نہیں چھوڑا۔۔۔ تو میں نے کہا، ایوان میں کہا کہ عدالت کے اس فیصلے پر ہم لعنت بھیجتے ہیں جس میں رقص وسرود کے جواز کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ قرآن وسنت اور حدود اللہ کی پائمالی کا حق کسی جج اور دنیا کی کسی بھی عدالت کو حاصل نہیں۔ میں نے پارلیمنٹ میں حکومت پر واضح کیا کہ تمہارا اسلامائیزیشن (نفاذ اسلام کی کوششیں) تو اب چکلوں میں پہنچ کر رقص وسرود کی اجازتیں دے رہا ہے اور قانونی جواز مہیا کر رہا ہے۔ تو اس پر سینٹ کے چیئرمین نے مجھ سے کہا۔ مولانا! آپ نے موسیقی نہیں سنی اس میں بڑا لطف ہے۔ روح کی غذا ہے۔ اخبارات میں اس کی کچھ جھلکیاں آگئی ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ موجودہ حکومت نے تو گھر گھر کو میوزک سنٹر بنا دیا ہے تم نے وی سی آر اور وڈیو کیسٹوں کو بجٹ میں آزاد کر دیا ہے۔ اب قوم کو کوٹھے پہ جانے اور موسیقی سننے کی تکلیف کیوں دیتے ہو۔

تو محترم دوستو! تو میں عرض کر رہا تھا کہ ایسے حالات میں اور ایسے نظام کے ساتھ ہم لڑ رہے ہیں اور شریعت بل کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اس لئے تو ہم عدالت کو پابند کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی عدالت اور کوئی جج قرآن وسنت کے خلاف فیصلہ نہ کر سکے۔ اس کے بغیر ملک میں کوئی صحیح اسلامی انقلاب نہیں آسکتا۔

اس پر چیئرمین صاحب پھر کہہ اٹھے کہ شریعت بل کی طرف نہ آیئے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب لاہور کے جج نے فیصلہ دیا کہ ہیرا منڈی (چکلوں کے بازار) میں آپ آزادانہ جا سکتے ہیں یہ اس کا اپنا فیصلہ نہیں تھا بلکہ اس کا فیصلہ پاکستان کے رائج انگریزی قانون کا فیصلہ تھا اور جج مجبور ہے کہ قانون کے مطابق فیصلہ کرے اس کے سامنے آئین موجود ہے وہ مجبور ہے کہ اس آئین کی پابندی کرے۔ قانون میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ تو جب تک سارے قانون اور پورے مغربی نظام کے خلاف ہم جنگ نہیں لڑیں گے اس وقت تک ہم مقصد تک نہیں پہنچ سکتے۔ کہتے ہیں قانون کی بات نہ کرو۔ شریعت بل کی بات نہ کرو۔ الیکشن کراؤ اور پر امن

کھلاڑیوں کے لئے اقتدار کی راہیں ہموار کرو۔ ولی خان کے لئے، بزنجو کے لئے، پیپلز پارٹی کے لئے، اصغر خان کے لئے الیکشن سے تو یہی لوگ آئیں گے یا پھر مسلم لیگ آئے گی۔ لوگ وہی آئیں گے جو کل تھے اور آج ہیں صرف چہرے بدلیں گے نظام وہی رہے گا۔ جیسے ۴۰ سال سے تحفظ دیا جا رہا ہے۔ یہ مفاد پرستوں کا ٹولہ ہے جو کبھی مسلم لیگ کی شکل میں کبھی پیپلز پارٹی کی شکل میں، کبھی نیشنل عوامی پارٹی کی شکل میں قوم پر مسلط رہتے ہیں۔ پارٹیاں ہزار بدلیں اسمبلیاں قائم ہوتی رہیں لیکن اصل نظام ان ہی کل پرزوں کے ہاتھوں میں ہے۔ جو اسلام کے بجائے مغربی نظام کے وفادار ہیں یعنی بیوروکریٹس، جو کلیدی اسامیوں پر فائز ہیں، مغربی ذہن رکھنے والے وکلاء، جج اور بے دین سیاستدان۔ یہ سب آپس میں لڑتے ہیں۔ بظاہر مختلف رہتے ہیں لیکن دین کے بارے میں سب تمہارے خلاف متحد اور متفق ہیں لادینیت پر سب کا اتفاق ہے ایم آر ڈی کی تمام پارٹیاں اور جنرل ضیاء، اور مسٹر جونیجو کے تمام وزراء بالخصوص وزراء قانون، وہ آپ کے دین کو، وہ اسلام کے جامع نظام کو ملاازم سمجھتے ہیں۔ اسے وہ دقیانوسیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ علماء ہم کو پرانے دور میں لے جا رہے ہیں۔ وہ ہمیں جاہل کہتے ہیں اور ہماری شریعت بل کی جدوجہد کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم اس کی منظوری و نفاذ کا مطالبہ کر کے ملک میں بحران پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خفیا کر لیبی کی طرف لے جا رہے ہیں۔

میرے عزیز ساتھیو! تم نئے حالات سے واقف نہیں تمہیں ان سے واسطہ نہیں پڑا میں نے انہیں قریب سے دیکھا ہے۔ اندر باہر سے دیکھا ہے۔ ان سب کا اندر، ان سب کا ضمیر اور سب کے ذہن اسلام کے اور تمہاری مساعی نفاذِ اسلام کے خلاف ہے ـــ جب اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں جب سب اسے ملاازم سمجھ رہے ہیں تو پھر ہمیں کیا پڑی ہے کہ کبھی ایک کے پیچھے دوڑیں کبھی دوسرے کے پیچھے، میں کسی ایک سے وابستگی کا قائل نہیں جب اپنی جماعت ہے جب اپنا موقف ہے جب اپنا نظریہ ہے تو ہم کیوں لادین قوتوں کے دستِ نگر بنیں میں ایسی کسی بھی مداہنت کا قائل نہیں۔ میں ان شاء اللہ جمعیت علماء اسلام کو ایسے ہی انقلابی خطوط پر لے جانے کی کوشش کروں گا۔ میں اگر خدا نے چاہا اپنی اسلامی قوت، اپنی نظریاتی قوت اور خالص اپنی مذہبی قوت کو ایک مٹھی بنا کر، باطل سے ٹکراؤں گا میں جمعیت کو موجودہ دور کی مغربی لادین سیاست سے نکال کر خالص اسلامی سیاست کے خطوط پر چلاؤں گا۔ اور خالص اپنی قوتوں کو مستحکم کر کے آگے بڑھوں گا ان شاء اللہ۔

آپ کہیں گے ایسا انقلاب "کیسے لاؤ گے"؟ ایسے خطوط کون سے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب! افغان مجاہدین نے نہتے اور بے سروسامانی کی حالت میں کس طرح سات سال سے دنیا کی سب سے بڑی سپر پاور کو لوہے کے چنے چبوا کر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے وہاں کون سے الیکشن ہو رہے ہیں۔ کونسی تحریکیں چل رہی ہیں۔ وہاں تو صرف اور صرف ایک ہی تحریک ہے کہ جان لڑا دو، شہادت ملے یا اسلام کی بالادستی ہو۔

وہاں کوئی ووٹ کا چکر نہیں بس چند سال قبل چند نوجوان اور اسلام کے جانباز سپاہی اٹھے سر بکف ہو گئے سیاست مروجہ سے بے نیاز ہو کر خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے اپنے سے بڑی طاقت کے ساتھ ٹکرا گئے اور عظیم سپر پاور کی ذلت و رسوائی کا باعث بن گئے۔ آج روسی آٹے کی ناک رکھوانا چاہتا ہے کہ کسی طرح عزت سے نکل جائیں افغانستان سے۔

تو محترم سامعین! یہ چند ملّا تھے چند مجاہد تھے چند سرفروش تھے جنہوں نے انقلابی کردار ادا کیا اسلام آئے گا ایسے انقلابی طریقوں سے آئے گا مروجہ دور میں کسی سے معاہدہ، کسی سے توڑنا کسی سے جوڑنا اسلام کے لئے نہیں بلکہ محض سیاست کے لئے، محض حصول اقتدار کے لئے محض اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے، یہ سیاست برائے سیاست میرے نزدیک جائز نہیں۔

البتہ اسلام کے لئے، شریعت کے لئے اور نفاذ شریعت کے لئے ہر فرد سے ہر جماعت سے، اتفاق اور اشتراک کار ضروری ہے جب ہدف صرف اور صرف اسلام ہو اور منشور خالص محمدی نظام ہو تو اس کے لئے ہم ہر ایک کو دعوت دیں گے۔ جو بھی ہمارے پاس آئے گا ہم اسے لبیک کہیں گے۔ ہم اسے سینے سے لگائیں گے۔ اس مقصد کے لئے کوئی بھی آئے خواہ اس کا تعلق مسلم لیگ سے ہو، نیشنل سے ہو، پیپلز پارٹی سے ہو خواہ جماعت اسلامی سے ہو خواہ بریلوی ہو یا اہلحدیث ہو، خواہ وکیل ہو یا جج۔ جب وہ خالص نفاذ شریعت کے جذبات سے معمور ہو کر ہماری تحریک میں شریک ہو گا تو ہم اس کو سر پر بٹھائیں گے اس کی عزت اور اکرام کریں گے۔

ہم اپنا نعرہ، اپنا منشور اور اپنی شریعت کو چھوڑ کر کسی کے پیچھے نہیں چلیں گے۔ ہماری جمعیت دوسروں کا ضمیمہ نہیں بنے گی۔ ہمارے کارکن دوسروں کا کندھا نہیں بنیں گے۔

ہم نے دیکھا کہ ایران میں انقلاب آیا میں اسے اسلامی انقلاب نہیں سمجھتا، میں اسے صیہونی انقلاب قرار دیتا ہوں۔ میں نے چار پانچ سال قبل اسے امریکی انقلاب کہا تھا تو مجھ سے میرے بعض دوست اس پر جھگڑنے لگے مگر آج بات نکھر کر سامنے آگئی۔ امریکہ سے لڑائی یہ سب چکر تھا اور آج ہم نے دیکھا کہ ریگن کا سارا منصوبہ ظاہر ہو گیا معاہدے ظاہر ہو گئے اور امریکہ سے ایران کو اسرائیل کے ذریعہ اسلحہ کی ترسیل ہوتی رہی۔ دنیا بھر میں اب یہ بات ظاہر ہو گئی۔ کہ ایران یہودیوں کا ایجنٹ ہے۔ یہ ضمنی بات ہے۔ لیکن ایک تبدیلی آئی ہے انقلاب تو بہرحال ہے مگر انقلاب کے طریقوں سے آیا ہے۔ تو حضرات علماء کرام! آپ نے بھی اتحاد کی قوت سے، ایمان کی طاقت سے، خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے۔ مروجہ سیاست سے بالاتر رہ کر خالص انقلابی طریقوں سے، ان ظالموں کو، ان جاگیرداروں اور وڈیروں کو، ان قومی مجرموں اور لٹیروں کو، غاصبوں کو، اور دین دشمنوں کو راستہ سے ہٹانا ہو گا۔ یہ روڑے دور کرنے ہوں گے۔ یہ کل پرزے ہٹانے ہوں گے۔ ہم نے انہیں قریب سے دیکھا ہے ان کو جانچا پرکھا اور

خوب ٹٹولا ہے اسلامی قوانین کے بارہ میں ان شبہات کے جوابات دیئے ہیں ان کو قائل کرایا ہے ان کا ہر خدشہ دور کیا ہے ۔ ان کے غلط پروپیگنڈوں کا پردہ چاک کیا ہے ۔ لیکن انہوں نے پرنالہ وہیں رکھا جہاں پہلے تھا موجودہ نظام میں آپ اس طبقے کو نہیں ہٹا سکتے ۔ اقتدار پر یہی لوگ قابض رہیں گے ۔ آپ ۹۵ فیصد ہیں جو نفاذِ اسلام چاہتے ہیں جو غلبۂ اسلام کے لئے تڑپ رہے ہیں مگر ۵ فیصدی اس کے لئے رکاوٹ ہیں آپ کی جنگ ۵ فی صدی سے ہوگی آپ کا مقابلہ اس ۵ فیصدی سے ہوگا جس میں بیوروکریٹس ، سیاست دان اور کلیدی مناصب پر فائز عہدے دار بھی ہیں ۔ یہ لوگ ملک کے سارے نظام اور تعلیمی و سیاسی نظام پر مسلط ہیں ۔ پچھلے دنوں بلوچستان میں تعلیم کے بارے میں میٹنگ تھی تو ایک مرکزی سیکرٹری نے تجاویز مرتب کیں کہ پاکستان کے نصابِ تعلیم سے اسلامیات ، اردو اور مطالعۂ پاکستان کو نکال دینا چاہئے ۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ملک کا سیاسی اساس بھی نہ رہے جغرافیائی بھی نہ رہے اور نظریاتی اساس بھی ختم کر دیا جائے ۔ یہ تو صرف ایک سیکرٹری کی مثال ہے ۔ وزیر بدلتے ہیں سیکرٹری بدستور رہتے ہیں ۔ کل آپ کی حکومت آجائے تب بھی سکرٹری یہی رہیں گے ۔ مولانا مفتی محمود کے زمانہ میں بھی یہی لوگ تھے ۔ کل اگر جمعیت علماء اسلام کی حکومت بھی آجائے تب بھی سکرٹری یہی رہیں گے ۔ کسی پارٹی کی حکومت ہو سکرٹری نہیں بدلیں گے ۔ پالیسی بنانے والا طبقہ یہی ہوگا ۔

○

محترم دوستو! پوری منصوبہ بندی اور گہرے فکر و تدبر کے ساتھ ہمیں سوچنا ہوگا اگر واقعۃً ملک میں اسلام لانا ہے اور اسلامی انقلاب برپا کرنے میں مخلص ہیں تو بے جان نعرہ بازی اور کھوکھلی سیاست کے بجائے ہمیں ایک منظم منصوبے اور ایک واضح لائحہ عمل متعین کرنا ہوگا ۔ اللہ کی راہ میں جہاد یہی ہے اور خالص اسلامی جہاد اسے کہتے ہیں ۔

اور الحمدللہ کہ ہم اس وقت ایک مقدس جہاد میں مصروفِ کار ہیں ہماری دو سو سالہ محنت اور جد و جہد کا خلاصہ اور ثمرہ یہی ہے کہ ہم اس ملک میں فوراً شریعت نافذ کرنا چاہتے ہیں ۔ اور بغیر کسی تاخیر کے ہر قسم کے لادینی اور انگریزی نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ اور یہ میرے نزدیک فک کل نظام والی بات ہے ۔ یہی حضرت شاہ ولی اللہ کا فلسفہ تھا ۔ یہ کوئی آسان بات نہیں شریعت بل کے خلاف آج جو طوفان اٹھا ہے معلوم ہوتا ہے جیسے ہم نے بہت بڑا جرم کیا ہو ـــــ ہم جب سینٹ میں گئے تو ہمارا سب سے پہلا اور سب سے بڑا فریضہ عنداللہ یہی تھا کہ ہم وہاں نفاذِ شریعت کی بات کریں بحیثیت عالم ہی نہیں بلکہ بحیثیت ایک مسلمان کے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم وہاں نعرہ بلند کریں کہ اصل اسلام یہ ہے اور اسے فوراً نافذ کرو ۔ نظامِ شریعت اور شریعت بل کے سامنے لانے میں بڑے روڑے اٹکائے گئے اربابِ اقتدار کب چاہتے ہیں کہ یہاں اصل شریعت کے سامنے

آجانے سے ان کی سرکاری اور نشریاتی دعووں کی دھجیاں اڑیں مگر الحمد للہ کہ ہم نے صدر ضیاء الحق کی حکومت اور مسلم لیگ کو شریعت کے مقابلہ میں پرکاہ کی وقعت بھی نہیں دی اور ہم نے جاتے ہی پارلیمنٹ میں نظام اسلام کے لئے للکارا ہے۔ ہم نے چور کو گھر تک بھگانے کی ٹھانی ہے۔ ہم نے ہر مجلس میں ان کے نفاق کے پردے چاک کر دئے ہیں

آج لوگ اسٹیج پر کوئی بات کہہ کر حق گوئی کی تشہیر کراتے ہیں جلسے اور جلوسوں میں ہلڑ بازی کر کے حق کے نعرے لگواتے ہیں۔ یہ باتیں اپنی جگہ کتنی بھی اہم ہوں مگر تاجدار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان الجائر

جابر اور ظالم اور منافق سلاطین کے سامنے جاکر حق کہنا افضل جہاد ہے۔ الحمد للہ! آج ہمارا سر اونچا ہے میں نے کل پٹ ورکے جلسہ عام میں حکمرانوں کی منافقت کا اعلان کیا۔ میرے نزدیک یہ سب منافقوں کا ٹولہ ہے جو اقتدار پر مسلط ہوگیا ہے اور مجھے ایسا کہنے میں کوئی باک نہیں، کیونکہ میرے پاس کوئی پرمٹ نہیں ہے کوئی لائسنس نہیں ہے کوئی بنک بیلنس نہیں۔ میں نے اپنے ذاتی مفادات کے لئے کوئی درخواست ان کے سامنے نہیں رکھی میری نگاہ اور میرا ضمیر کبھی ان کے سامنے جھکا نہیں، الحمد للہ میں نے بھرے ایوان میں ان کی منافقت کو ہمیشہ للکارا ہے۔

اور الحمد للہ ایسے دور میں اللہ نے ہمیں کلمۃ الحق کا جہاد جاری رکھنے کی توفیق دی کہ جب حالات ہمارے لئے انتہائی مایوس کن تھے۔ ہمارے بزرگ جب اسمبلی میں کلمۃ الحق کہتے تھے تو آپ جیسے مخلص کارکن ان کی حوصلہ افزائی کرتے تھے، دعائیں دیتے تھے زندہ باد کے نعرے لگاتے اور پھولوں کے ہار پہناتے تھے ——— مگر جب ہم نے ایوان کے اندر لڑائی شروع کی تو مروجہ سیاست کی ابتری اور سیاسی فضا کی ناہمواری کی رو میں اپنے بھی بہنے لگے۔ اندر حکومت نے ہمیں دبانا چاہا تو باہر لادین سیاستدانوں نے علی الاعلان شریعت بل مردہ باد کے نعرے لگوائے۔ مادر پدر آزاد خواتین کے جلوس نکلوائے۔ اور اپنے دوست بھی ہمارے خلاف اور شریعت بل کے خلاف وہی کچھ کہنے لگے جو لادین قوتیں کہلوانا چاہتی تھیں۔ اور انہوں نے بھی گالیاں دیں۔ کوئی ہمیں پھولوں کی سیج پیش کرنے والا نہیں تھا۔ زندہ باد کہنے والا نہیں تھا پرائے تو چھوڑو اپنے بھی گالیاں دینے اور پتھر مارنے سے نہیں چوکتے تھے۔ اندر ایوان میں بھی ہم نشانہ تضحیک و استہزاء بنے ہوئے تھے۔ تو یہ بڑا سخت اور نازک مرحلہ تھا۔ الحمد للہ! کہ ہم نے پھر اس وقت یہ نہیں دیکھا کہ کون ہمیں زندہ باد کہتا ہے یا مردہ باد کہتا ہے۔ اور یاد رکھئے اگر آپ سب مل کر مجھے مردہ باد کہیں تو میرے عزم اور موقف میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اور جب آج آپ سب زندہ باد کہتے ہیں تو میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ کہ میں اس کا اہل نہیں۔ مجھے اس سے کوئی خوشی نہیں ہوتی۔ میں نے ایک راستہ درست سمجھا اپنے موقف کو خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے موافق پایا تو یقین بن گیا کہ زندگی کے آخری لمحات تک اس بت خانہ میں اذان

حق دیتا رہوں گا ؂

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

میں نے مارشل لاء کے تاریک دور میں بھی الحمدللہ کہ حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا مفتی محمود کے عظیم کردار کا تسلسل قائم رکھا اگر ہماری چار سالہ کوششیں نکال دی جائیں تو وہ تسلسل ٹوٹ جاتا۔

یہ عجیب فلسفہ ہے، کہ حکومت سے جھگڑا ہے لہٰذا نفاذِ شریعت کی کوششیں بھی نہ کرو، کہتے ہیں مارشل لاء ہے اب اسلام کی جنگ مت لڑو، پارلیمانی حکومت آئے گی تب لڑیں گے۔ جب مارشل لاء ہٹا، تو اب اسلام کی جنگ نہ لڑو کہ اس حکومت کو ہٹا کر جب بزنجو، ولی خان اور بے نظیر کی حکومت آئے گی تب اسلام کی جنگ لڑیں گے کہتے ہیں جمہوری حکومت ہے مگر غیر جماعتی بنیاد پر قائم ہوئی ہے۔ اسلام کا نعرہ نہ لگاؤ پھر جب کل یہ حکومت چلی جائے اور خدا نہ کرے کہ اس کے بعد دوسرا مارشل لاء آجائے پھر کہیں گے اسلام کا نعرہ نہ لگاؤ، یہ عجیب سیاست ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اسلام اور قرآن اور اللہ کا پیغام ایک لمحہ کے لئے بھی کسی مولوی کو اور کسی مسلمان کو یہ اجازت نہیں دیتا۔ کہ وہ اسلام کی جنگ چھوڑ دے۔ یہ عجیب سیاست ہے یہ عجیب جہاد ہے۔ بیس پچیس سال مارشل لاء اور سیاسی جماعتوں کے چکر میں پڑے رہو اس کے بعد جب موقع آئے گا اور جناب سیاسی لیڈر ولی خان اور بے نظیر صاحبہ انگوٹھا لگائے گی اور بزنجو جب دستخط کرے گا تب مولوی صاحب اسمبلی میں جا کر اسلام کا نعرہ لگائیں گے جناب عالی! میں ایسی سیاست سے ہزار بار بیزاری کا اعلان کرتا ہوں مجھے نہ تو ولی خان اور بے نظیر کو دعوت کی ضرورت ہے اور نہ ان سے اجازت کی ضرورت ہے نہ میں دین کی جدوجہد کے لئے ایم آر ڈی کے سیدانوں کا پابند ہوں جمعیت علماءِ اسلام بے دین سیاستدانوں کو خوش رکھنے کے لئے ان کو ساتھ لے کر چلنے کی پالیسی کو ہرگز اسلامی پالیسی نہیں قرار دیتی۔

جناب! اسلامی سیاست جہاد ہے میدانِ کارزار ہے ہر دور اور ہر حالت میں کلمۃ الحق کی جنگ لڑنی ہوگی۔ یہاں کسی بھی لمحہ غفلت و سستی کی ضرورت نہیں یہ تو مکتبِ عشق ہے ؂

مکتبِ عشق کا دیکھا یہ نرالا دستور
اس کو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

یہ کیسا دور ہے اور کیا فلسفہ ہے۔ کہتے ہیں اسلام کی جنگ مارشل لاء کے دور میں لڑو تو ضیاء الحق مضبوط ہوتا ہے جونیجو کے زمانہ میں اسلام کی جنگ لڑو تو کہتے ہیں جونیجو مضبوط ہوتا ہے پھر کوئی دوسرا حکمران آئے گا تو اسلام کی

جنگ لڑو گے تو پھر وہ مضبوط ہوگا۔ پھر اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اسلام کی جنگ لڑنا ہی چھوڑ دو۔

مگر ہم نے ایسے باطل، فرسودہ اور بے ہودہ باتوں پر کوئی توجہ نہیں دینی۔ ہمارے سامنے اکابر کی تاریخ ہے کیا ہمارے اکابر کسی ایک لمحہ کے لئے اسلام کی جنگ لڑنے سے غفلت برتتے تھے چھٹی کرتے تھے ___ ایوب خان کے ایوان میں غیر جماعتی بنیاد پر اور نان سیاسی پارٹی کی بنیاد پر بی ڈی سسٹم کا الیکشن ہوا تھا۔ تو جناب اس وقت ہمارے رہنماؤں نے ایوان میں جاکر اسلام کی جنگ لڑی تھی اور وہ بھی عائلی قوانین کے لئے جو شریعت کا ایک جزیہ ہے مگر اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ عائلی قوانین اب تک مسلط ہیں مگر انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ جنگ ہم چھوڑ دیں اور ہمیں مورچہ سے بھاگ جانا چاہئے۔ اور اسمبلی چھوڑ کر نکل آنا چاہئے۔ اور اب تو ہم پوری شریعت کا جھنڈا لے کر اٹھے ہوئے ہیں۔ ہم کیسے میدان چھوڑ دیں۔ چھوڑیں گے تو اقتدار والے میدان چھوڑیں گے۔ اگر شریعت نافذ کردیں گے تو آرام سے بیٹھے رہیں گے۔ ورنہ ہم آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔

اور اب یہ جنگ اندر اور باہر لڑی جارہی ہے۔ دیکھئے ابتدا میں ہم اکیلے تھے لیکن شریعت کا کاروان روانہ ہوا آج الحمدللہ خیبر سے کراچی تک شریعت کا غلغلہ ہے۔

کوئی سیاست کے لئے مر رہا ہے کوئی اقتدار کی جنگ لڑ رہا ہے۔ کوئی الیکشن کا مطالبہ کر رہا ہے کوئی صوبائی مختاری کا مریض ہے۔ ہمارا نعرہ اور ہماری جنگ صرف اور صرف نفاذ شریعت کے لئے ہے۔ کامیاب ہوئے تو فبہا نہ ہوئے تو آخرت کی کامرانی تو کہیں نہیں گئی۔

حضرات! آپ کی جنگ مقدس ہے پھر دیکھو ساری دینی قوتیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ سب شریعت بل پر متفق ہوگئی ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کو اپنا صدر منتخب کرلیا ہے قافلہ منظم ہوتا جارہا ہے اور کاروان آگے بڑھ رہا ہے۔

کل پشاور کے تاریخی جلسہ میں جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بڑے پتے کی بات کہی۔ انہوں نے کہا برصغیر کی تاریخ میں ۶۵ سال بعد ایسا موقعہ آیا کہ خالص دینی قوتیں، نفاذ شریعت کے لئے عملی جہاد کرنے پر متفق ہوگئی ہیں۔ اور یہ کہ ساری قیادت، علماء حق کے ہاتھ میں ہے کوئی اس میں بزنجو مینگل جی ایم سید، پلیجو، ولی خان اور سوشلسٹ اور کمیونسٹ نہیں ہیں۔ شریعت محاذ کی قیادت دل کے کھوٹوں اور منافقین کے ہاتھ میں نہیں علماء حق کے پاس ہے۔

شریعت محاذ کی مروجہ سیاست سے قطع نظر خالص دین اسلام کی اشاعت اور غلبہ اسلام کی جنگ ہے اس میں کوئی سیاسی مقصد نہیں ___ اس سے قبل ۱۹۲۰ء میں ایسا ہوا تھا کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ نے دہلی میں سارے علماء کو اکٹھا کیا۔ اس میں علماء دیوبند، علماء فرنگی محل، علماء بدایوں، علی گڑھ اور اہل حدیث۔ غرض تمام طبقوں سے تعلق رکھنے والے علماء جمع ہوئے اور شیخ الہند کی تحریک انقلاب کو متفقہ طور پر آگے بڑھانے کا لائحہ عمل طے ہوا۔ آج پینسٹھ سال بعد تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور حضرت شیخ الحدیث مولانا

عبدالحق صاحب مدظلہ کی دعوت اور قیادت میں جملہ مکاتب فکر کے علماء اکٹھے ہو کر نفاذِ شریعت کے کام کو آگے بڑھانے کے لائحہ عمل پر گامزن ہیں۔ یہ مقصد کے حقانیت کی دلیل ہے آج ہم کہہ سکتے ہیں

اولٰئك آبائی فجئنی بمثلهم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

مجھے افسوس ہے کہ بات طویل ہوگئی میرا ارادہ تو صرف ایک دو منٹ کے لئے بات کرنا تھی۔ آج تو ہمارے ایک محترم معزز مہمان، اس لحاظ سے کہ وہ ہمارے مخدوم شیخ، استاذ، پیر شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مسندِ عظیم کے جانشین ہیں۔ حضرت شیخ لاہوریؒ کا دارالعلوم حقانیہ سے ایک خصوصی تعلق اور شفقت تھی اس دارالحدیث کی افتتاح انہوں نے فرمائی تھی۔ حضرت لاہوری کو دارالعلوم حقانیہ سے ایک عشق تھا اور اپنے خطبوں میں چیلنج دیا کرتے تھے اس زمانہ میں دارالعلوم کے قیام کو پچیس سال ہوئے تھے۔ فرمایا کرتے اوحکمرانو! اور سیاستدانو! تم نے ۲۵ سال میں ملک کے لئے ایسا کام نہیں کیا جو اکوڑہ خٹک کے ایک مولانا عبدالحق نے انجام دیا ہے اور یہ خدام الدین میں شائع ہوا ان کے پاس چندے آتے تو خفیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے پاس بھیجتے تھے۔ کہ انہیں دارالعلوم میں استعمال کرو۔ پھر حضرت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور نے دارالعلوم حقانیہ کو اپنا قبلہ علم بنایا تھا۔ وہ جب بھی دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے تو اپنی تقریر کا آغاز ان الفاظ سے کرتے کہ:-

خانہ کعبہ جس طرح میرے لئے قبلہ عبادت ہے تو دارالعلوم حقانیہ میرے لئے قبلہ علم ہے۔ کیونکہ حضرت مولانا شیخ الحدیث دامت برکاتہم ان کے خاص اساتذہ میں سے تھے۔ انہوں نے دیوبند میں بالکل ابتدائی کتابیں خصوصیت کے ساتھ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے پڑھیں تھیں۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور، حضرت مولانا اسعد مدنی، حضرت مولانا حامد میاں صاحب تین چار صاحبزادگان کو بزرگوں نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے حوالے کیا تھا۔ کہ ان کو خصوصیت کے ساتھ پڑھائیں۔ مولانا عبیداللہ انور فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان میں شیخ الحدیث مدظلہ میر استاذ ہیں دارالعلوم حقانیہ میرا قبلۂ علم ہے۔

بہر حال دو تین نسلوں سے دارالعلوم حقانیہ اور شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ اور ہمارا تعلق بڑا قریبی رہا ہے اس خانوادہ کے گل سرسبد حضرت مولانا میاں محمد اجمل لاہوری کو دارالعلوم حقانیہ میں تشریف آوری پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کی روایات کو تازہ کیا اور یہاں تشریف آوری کی زحمت اٹھائی۔ اب وہ آپ سے خطاب کریں گے۔ بہر حال ایسے مواقع بہت کم میسر آتے ہیں۔ اس لئے میں نے آپ کا بہت وقت لیا ؎

امیر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے